رحمت للعالمینؐ اور عدل و احسان

سید محمد وجیہ السیما عرفانی رحمتہ اللہ علیہ

رحمت للعالمینؐ اور عدل و احسان

رحمت کے مزاج میں ہمہ گیری، وسعت اور ابدیت ہے، رحمت کا اطلاق اس کیفِ عمل اور اندازہِ ورود پر ہوتا ہے جس کے دامن کی تازگی ہر ایک کے لیے نئی زندگی کا پیغام اور ہر ساعت ایک سعادتِ تازہ کی نوید ہو، قرآنِ حکیم نے ابرِ باراں کو رحمت سے تعبیر کیا۔

وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ
(الشوریٰ 42: آیت 28)

کائناتِ انسانی جب فضاؤں کی خشکی کے باعث مایوس ہو جاتی ہے، پانی کے چشمے سوکھ جاتے ہیں سبزہ جل اُٹھتا ہے، ریگِ صحرا جھلسانے لگتی ہے، پرندے پانی کی نایابی کے باعث آسمان کی فضاؤں کو فریادوں سے بھر دیتے ہیں، مٹی کی تپش کسی پودے کی زندگی کی اُمید سے بے بہرہ ہو چکتی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے جو آسمان کی فضاؤں کو جھومتے بادلوں سے بھر دیتا ہے، یاس کو اُمید سے اور اُمید کو یقین سے بدل دیتا ہے پھر جب بارش کو پھوار پڑنے لگتی ہے، تو فضائیں زندہ ہو اُٹھتی ہیں، ہوائیں بیدار ہو جاتی ہیں، زمین ایک نئی حیات کی شرینی سے مالا مال ہوتی ہے، اُفق تا اُفق ایک نئی زندگی کے مضمون پھیل جاتے ہیں، مٹی خوشبو دینے لگتی ہے، اس طرح یہ برستا بادل، یہ پھیلتی ہوئی بارش یہ فضاؤں کی نمی ہر جاندار، ہر ذی روح ہر موجود اور آئندہ زندگی کی حامل بن جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہر طرف ہریالی، ہر جانب سبزہ، پینے کے لیے بہتا ہوا شفاف پانی، فصلوں کے لیے ہر پتے اور ہر شاخ کی منتہا تک ہر رگِ تاک میں دوڑتی ہوئی نم، غرض ایک بہار، ایک تازگی ایک زندگی کہ فرش زمین کے ہر گوشے سے فضائے آسمان کی ہر وسعت تک دوڑ جاتی ہے۔ اسی ہمہ گیر زندگی، اسی دوڑتی ہوئی تازگی، اسی پھیلتی ہوئی نمودار اور اسی چھلکتی ہوئی حیاتِ تازہ کو اللہ جلّ شانہٗ نے رحمت کے لفظ مبارک سے تعبیر کیا ہے، اس طرح رحمت ہی ہے جو ہمہ گیر بھی ہے وسیع بھی ہے اور اس کے ظہور اور ثمرات کو ساری کائنات دیکھتی اور محسوس کرتی ہے اور اس سے متاع اندوز ہوتی ہے '' وَیَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ '' کا مفہوم یہی ہے۔

پھر ہوا ہے کہ ہر ذی روح کی زندگی کا انحصار اسی پر ہے یہ کائنات میں موجود ہے، ہر آنے جانے والی سانس میں برگ و بار کی ہر تہہ میں نمود و ظہور کے ہر پرتو میں، اس کی ہمہ گیری، وسعت اور ہمہ جہتی کے لیے ارشاد فرمایا۔

یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ (الاعراف 7: آیت 57)

وہ ایسی ٹھنڈی دِل فزا، جاں افروز اور زندگی رساں ہوائیں بھیجتا ہے کہ وہ اس کی رحمتِ عام کے اثاثے اُٹھائے نویدِ کامل بن کر چلتی ہیں۔ پھر فضائے علم و عرفان و آگہی ہے کہ ذرہ بے مقدار سے لے کر ہوائی عرش عظیم تک، جانِ وجود و موجود سے لے کر صفاتِ حق تعالیٰ تک پردہ عدم سے انوارِ شہود تک ہر شے پر حاوی ہوتا ہے۔ اس میں علم کائنات بھی ہے علم برائے ربِ کائنات بھی ہے ارشاد فرمایا۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الحدید 57: آیت 17)

اور یوں بھی فرمایا کہ۔

وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا (آل عمران 3: آیت 191)

یعنی زمین و آسمان، فضا و خلا، آفتاب و ماہتاب، ذرہ و کہکشاں ہر شے کا علم حاصل کرو، تاکہ امرِ حق واضح ہو، اور یوں بھی ارشاد فرمایا کہ۔

وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ (البقرۃ 2: آیت 260)

یہ علم حاصل کرو، کہ اللہ جلّ شانہٗ غالب بھی ہے مالک حکمت بھی، تو عرفان و آگہی، حق شناسی و حق نگہی کے اس لامحدود بے انتہا، غیر قانونی نور و برکت کو، کہ ازل سے ابد تک، مکاں سے لامکاں تک اور زماں سے خالقِ زماں تک پھیلا یا ہوا ہے۔ رحمت ہی سے تعبیر فرمایا کہ ارشاد فرمایا۔

اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا (الکہف 18: آیت 65)

ہم نے فضائے کن فیکون سے گزار کے اپنی بارگاہِ تخصیص سے بھی علم عطا فرمایا، تو یہ ہم نے اپنے ہاں سے رحمت ہی عطا فرمائی۔

پھر وحی حق ہے تو ایسی ہمہ گیر کہ فرمایا:

تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (النحل 16: آیت 89)

یہ ہر ایک شے کو واضح کرتی ہے، اور یہ بھی فرمایا،

وَ تَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (الانعام 6: آیت 154)

ہر ایک شے کو کھول کر بیان کرتی ہے۔

فِیْهَا هُدًی وَّ نُوْرٌ (المائدہ 5: آیت 44)

اس میں ہدایت بھی ہے روشنی بھی۔

یَحْکُمُ بِهَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا (المائدہ 5: آیت 44)

یہ وہ دستاویز ہے کہ دستورِ حیات ہے، تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے ہر فیصلہ اسی کی بنیاد پر کیا اور جمیع اہلِ ایمان کے لیے یہی نوشتۂ تحکمات ہے، تو وحی حق کی اس ہمہ گیر، ہمہ گول ازلی و ابدی اور ہر جہتی محکمیت و افادیت کے لیے لفظِ رحمت بھی ارشاد فرمایا کہ۔

وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً (الانعام 6: آیت 154)

اللہ تعالیٰ کی وحی برحق محض ہدایت ہی نہیں، رحمت بھی ہے کہ ہر شے کا بیان ہے ہر خیر کی تعلیم، ہر نعمت کی دستاویز ہے، ہر معاملے کی رہنما ہے، ہر ایک کے لیے ہے سب کے لیے ہے ہر زمانے کے لیے، ہر فرد کے لیے، ہر قوم کے لیے ہر فضا کے لیے، یہ ہے رحمت۔ پھر اسی لفظِ رحمت کو اللہ جلّ شانہٗ نے اپنی صفت عمل کے طور پر براہِ راست اپنی لایزال سے منسوب اور مضاف فرمایا، اور ارشاد فرمایا۔

''رحمته اللّٰه واسعة''

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت ہی کشادہ ہے اور اس قدر ہمہ گیر ہے کہ۔

وَ رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ (الاعراف 7: آیت 156)

فرمایا میری رحمت تو ہر شے سے کہیں زیادہ، کہیں وسیع اور ہر رنگ ہے اللہ تعالیٰ کی اپنی صفتِ رحم و رحمت تو اس قدر غالب اور اتنی عظیم ہے کہ اپنے ذاتی نامِ عالی میں اللہ کے متصل رحمان اور رحیم، دو الفاظِ مبارک اسی رحمت ہی کے مشتقات سے استعمال فرمائے۔

اس سارے پس منظر میں، اور رحمت کے ان تمام معانی اور مفاہیم کو پیشِ نظر رکھیں۔ اس ارشادِ عالی کا صحیح مقصد واضح ہوتا ہے جس میں اللہ جلّ شانہٗ خالقِ کائنات نے اپنے حبیب و محبوب، سرورِ کون و مکاں، سید والا جناب، ختم مرسلاں، خاتم انبیاء مصطفیٰ مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو براہِ راست خطاب کرتے ہوئے فرمایا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو بھیجا ہے اور ایسا بھیجا ہے کہ بڑی رحمت بنا کے بھیجا ہے، اور جمیع اہلِ عالم کے لیے سراپا رحمت ہی بنا کے بھیجا ہے۔

وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء 21: آیت 107)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح اہلِ کائنات کی مایوسیوں کے بعد ابرِ رواں کو جھومتے برستے بادلوں کی شکل میں رحمت کی مظہر فرمایا، تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کائنات ارض و سما میں تمام تر رحمت بن کے آئے، جب یہ کائنات اللہ کی باتوں کو بھول چکی ہے، کعبۃ اللہ ویران نہیں، بلکہ بُت خانہ بنا ہوا ہے، لوگ لات و عزیٰ کی پوجا کے لیے ابوجہل و ابولہب سے رہنمائی لیتے ہیں، پیشانیاں سجودِ حق سے نا آشنا، فضائے آہ و براہ تکبیر سے محروم، اور زمینیں حسن کردار کے پرتو سے بے نصیب ہو چلی ہیں، کہ وہ رسولِ برحق آتے ہیں رحمۃ للعالمین بن کے آتے ہیں تو ہر زبان کبریائے حق کی نقیب اور وحدتِ خدا کی داعی بنتی ہے، پیشانیوں میں حرفِ تسبیح، نورِ تقدیس بن کے نمود کرتا ہے دل و جان حق سے پیوستہ ہوتے ہیں اور پوری کائنات انوارِ ایمان سے ایسی جگمگاتی ہے کہ تا ابدالآباد پُر بہار ہوا اُٹھتی ہے۔

پھر ہوائے نعمت ہے، تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ عالی نے اہلِ کائنات کو وہ ازلی اور ابدی آئین و دستورِ حیات عطا فرما دیا ہے کہ اس کے بعد فضائے حق تعالیٰ سے بھی کوئی دوسرا نوشتہ عالم ہست و بود کے لیے بھی نہیں آئے گا۔ پھر ہر رنگ اور ہر جہت کا علم ہے آفاقِ من سے لے کر حوائی فیکون تک، تو اس رحمت کا جمال کمال بھی ہمارے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو کے رہ گیا، کہ اعلان ہو گیا کہ۔

وَ عَلَّمَکَ مَا لَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمُ (النساء 4: آیت 113)

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ آپ کے علم میں دے دیا، جو ویسے آپ کے دائرہ علم میں نہ آتا تو یہ رحمت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات پر تمام ہوگئی۔ اور وہ نبوت والی رحمت تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الرسل بنایا، سرورِ انبیاء بنایا، اور یوں اس رحمت کا منتہا بھی حضورؐ ہی کو بنایا۔ پھر وہ رحمتِ حق تعالیٰ ہے تو اس کا عنوانِ کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک وہ خاص صفت، یعنی رؤف اور رحیم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی استعمال فرمایا، کہ ارشاد ہوا۔

بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبۃ 9: آیت 128)

اس سے زیادہ رحمتِ حق کی فراوانی کیا ہوگی۔

قرآن حکیم میں رحمت کے لیے ارشاد ہوا۔

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ (الاعراف 7: آیت 56)

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت اہلِ احسان کے بالکل قریب ہے، اور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ارشاد فرمایا:

وَ رَحۡمَۃٌ لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ (التوبۃ 9: آیت 61)

تو یہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کہ اس کا دائرہ پورے عالمین کو محیط ہے، اللہ جلّ شانہٗ، رب العالمین، قرآن حکیم ذکر للعالمین اور اس کے نبیٔ آخر الزماں جن پر نبوت ختم اور رسالت تمام ہوگئی۔

رحمۃ للعالمین ہیں صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم، اب ہم آتے ہیں عدل و احسان کی طرف، تو اختصاراً یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے، کہ عدل، نظام کائنات کے لیے خیر و بہتری کا وہ محور ہے کہ پورا انسانی معاشرہ صرف ایک عدل پر قائم رہتا ہے، اگر عدل کا محوری نکتہ اپنے مقام سے ہل جائے تو سارا معاشرہ اوندھے منہ گر پڑتا ہے، عدل، نظام حق ہے عدل مرکزِ شرف ہے، عدل مرکزِ خیر ہے عدل نہ ہو تو تمام شر ہی شر ہے عدل فطرت کا وہ اصول ہے، وجود و حیات ہی کا نقطۂ پرکار ہے، ایک ذرے سے لے کر اس سارے عالم موجود تک، جس بھی شے کو دیکھیں اس کی تخلیق اور تشکیل ہی تعدیل، اعتدال ہی کے اصول پر ہے، ساری شکست و ریخت اسی عدل کے نظام میں بے عدلی کے در آنے سے ہوتی ہے، دین اسلام میں، جو دین فطرت ہے، دین کائنات ہے، اصولِ انسانیت ہے، ثباتِ وجود ہے اسی نظم عدل کو بنیادی محور رکھا گیا ہے، انسانی تحقیقات، اجتماعی روابط، ضروریات زندگی کی فراہمی، قوانین وضوابط کے اطلاق، اصولوں کی عمل داری، فرد سے فرد کے معاملے، فرد کے معاشرے کے ساتھ علائق، ان سب میں عدل ہے تو ملت، ملک، معاشرے اور گرد و پیش کی بھلائی ہے، اسی بنیادی محور کو حضور نبی الانبیاء رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے بھی جاری فرمایا، اور احکام بھی اسی کے دیے، کیونکہ جہاں عدل نہیں وہاں ظلم ہے اور جہاں ظلم ہے وہاں نہ سعادت ہے نہ خیر، اور وہ تو رحمتِ تمام ہیں۔ عالمین کے لیے ان کے رحمت ہونے کا تقاضا ہی یہ تھا، کہ وہ عدل کو قائم فرماتے، اور انہوں نے اسے خوب سے خوب ترین انداز میں قائم فرمایا، اس میں اب واقعات و احادیث پاک کی تفصیل کیا عرض کی جائے، خرچ کرو، تو نہ اتنا، کہ فضول ہو جائے، اور نہ اتنا رکھ، کہ بخیل کہلاؤ، اللہ کا دیا ہوا رزق خوب کھاؤ پیئو، لیکن نہ ویسا نہ اتنا کہ برداشت نہ ہو، نہ اتنی مقدار کہ ضرورت ہی پوری نہ ہو، سائل و محتاج کے ساتھ مروت کرو، تو نہ اتنی کہ۔

فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا (بنی اسرائیل 17: آیت 29)

اپنی اشد ضرورت کے لیے بھی کچھ نہ رہے، اور نہ یوں ہو کہ کسی کو کچھ دیا ہی نہ جائے، نمازیں پڑھنی ہیں، ضرور، بر ضرور لیکن جان بوجھ کے زحمت بنا کر نہیں بلکہ احکام کے مطابق، عبادات بھی ہوں، ساتھ روزگار اور معاش بھی ہو، حقوق اللہ کا اہتمام ہو تو ساتھ ہی حقوق العباد بھی ملحوظ رہیں، عرض یہ ہے پورے معاشرے میں نظام عدل، اور یہی ہے۔

اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی (البقرۃ 2: آیت 237)

پھر قانون کو ترویج ہے، تو اس کا نام ہی عدل یا عدالت ہے جہاں انصاف و عدل ہی مقصودِ واحد ہے اس کے علاوہ ہر حق دار کو اس

کا حق دینا ہے تو اس کا نام بھی عدل ہی ہے، حدیث رجم کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدل کا عالم یہ ہے کہ یہود کے لیے ان احکام وقوانین کا نفاذ فرمایا جو خود ان کے ہاں موجود تھے اور انہیں چھپا رہے تھے اور مالِ غنیمت کی تقسیم میں جب ایک منافق نے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا کہ عدل سے کام لیجیے، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس انتہائے جذبات میں فرمایا کہ اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون عدل کر سکے گا؟ اور یوں فرمایا کہ یہ اللہ کے رسول کے عدل کے بارے میں کسی شک میں ہیں ان کی تو نسلوں میں بھی ایمان کی استقامت نہیں ہوگی، تو یوں سمجھ میں آیا کہ عدل کا نظامِ فطرت اور اسلوب حیات وہ شے ہے کہ اس ذاتِ عالی کی رحمتِ تمام کی وسعتوں اور عظمتوں کے لیے عین مناسب اور لازم ہی تھا۔

اب آئی احسان کی بات، تو احسان دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ایک معنی اس کا یہ ہے کہ ہر بات کو نکھارنا، سنوارنا اور بہتر انداز اختیار کرنا، قرآن حکیم نے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اعمال واشارات میں حسنِ معاشرت، حسنِ گفتگو، حسنِ تعلق اور حسنِ معاملات کو مجد وشرف کی اصل بنایا ہے، اس میں تو قرآن حکیم نے براہِ راست رحمۃ للعالمین کو اس حسن معاملہ سے متصل کیا، کہ فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ (ال عمران 3: آیت 159)

یعنی یارسول اللہ صل اللہ علیک وسلم، یہ اللہ جلّ شانہٗ کی کیا ہی رحمت ہے کہ ان کے لیے آپ کی بولی شریں، زبان نرم، گفتگو دلآویز اور انداز دل نشیں ہے کہ اس دلآویزی کی رحمت کی بدولت وہ آپ کی فضاؤں میں کھنچے چلے آتے ہیں، اس حسنِ گفتگو، حسن معاشرت، حسنِ مجلس اور حسنِ خطاب کی رحمت کے عموم پر، تو صحیح روایات کی کتابوں کی کتابیں موجود ہیں۔

احسان کا دوسرا مفہوم ہے ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا، تو یہ احسان تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمینی کے شواہد کے طور پر ہمیشہ پیش ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا، طائف میں پتھر برسانے والوں کے لیے دعائیں، فتح مکہ کے وقت سبھی دشمنانِ دین وجاں کی اجتماعی اور فوری عام معافی، غلطیوں سے درگزر، مخالفوں تک سے حسنِ سلوک، اپنوں کے ساتھ محبت، ضرورت مندوں سے مروت، زیر دستوں سے شفقت، یہ واقعات اس قدر پھیلے ہوئے ہیں کہ پوری تاریخ عالم اس کی شہادت ہے اس کے لیے سیرت طیبہ میں کوئی ایک، یا چار یا دس واقعات ہوں، تو اشارہ بھی کیا جائے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا تو ہر ایک لمحہ ہر ایک کے ساتھ سراپا احسان ہی کا ہے اور اس قدر ہمہ گیر اور ہمہ حال ہے کہ خود حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمۃ للعالمین کی تفسیر عمل ہو کر باقی ہے، رحمۃ للعالمین کے انوار ساری کائنات کو ہمیشہ کے لیے حاوی اس رحمتِ تمام کا عدل نظم، ہست وبود کی بنیاد تھا، اس رؤوف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان، کل فضائے ہست وبود میں پھیلا ہوا۔

اس ذاتِ اقدس پر رحمۃ للعالمین پر جو ناظمِ عدل ہیں، جو منبع احسان ہیں، ان پر ہمیشہ ہمیش ہر لحظہ اَن گنت درود وسلام!